تحقیق سیّد و سادات

قرآن، حدیث، تاریخ و انساب کی روشنی میں

محمود احمد عباسی

ناشر مکتبہ محمودیہ ۲۶ بی ایریا۔ لیاقت آباد۔ کراچی

ابن قیمؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں موضوع بلاشک کذب بہ عکرمہ بن عمار (ج ۲ ص ۲) یعنی یہ حدیث بے شک موضوع ہے عکرمہ بن عمار نے اسے جھوٹ بیان کیا۔ ایسے جھوٹے راوی کے قول پر وثوق ہی کیا۔

ان چند مثالوں سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آمد و خروج مہدی کی حدیثیں مختلف اشخاص اور خاندانوں کے سیاسی اغراض کی خاطر وقتاً فوقتاً وضع ہوئیں بیشتر ان میں سے حضرت فاطمہؓ کی نسل کے کسی شخص کے بارے میں ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو بشارت دی تھی کہ مہدی آخر الزماں تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔ نور الدین الہیثمی نے مجمع الزوائد میں جو طویل حدیث نقل کی ہے اس میں یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کئے ہیں جو بقول راوی آپ نے اپنی ان صاحبزادی سے فرمائے تھے:۔

یا فاطمة نحن اهل بیت قد اعطانا الله سبع خصال لم تعط لاحد قبلنا ولا تعطی احدٌ بعدنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ومنا سبطا هذه الامة وهما ابناك الحسن والحسین۔ یا فاطمةُ والذی بعثنی بالحق ان منهما مهدی هذه الامة اذا صارت الدنیا هرجاً مرجاً (الاسلام الصحیح ص ۱۵۳)	اے فاطمہ ہم اہل بیت کو اللہ تعالیٰ نے سات ایسی فضیلتیں عطا کی ہیں جو ہم سے پہلے کسی ایک کو بھی عطا نہیں ہوئیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو عطا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہم ہی یہ اس امت کے دو نواسے ہیں اور وہ دونوں تمہارے فرزند حسن و حسین ہیں اور اے فاطمہ قسم اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے ان (کی اولاد) میں سے اس امت کے مہدی (کا اس وقت ظہور) ہوگا جب دنیا میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔

فاطمی مہدی کے حلیئے اور شکل و شباہت کے بارے میں طبرانی اور دیگر کتب میں یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کئے گئے ہیں:۔

المهدی من ولدی وجهه کالکوکب الدری اللون لون عربی والجسم جسم اسرائیلی یملاء الارض عدلاً	المہدی میری اولاد میں ہوگا چہرہ اس کا روشن ستارے جیسا درخشاں، رنگ اس کا رنگ عربی، جسم اس کا جسم اسرائیلی۔ دنیا کو عدل

کے لئے خروج کرنے والے اپنے کو مہدی کہتے تھے مقتول ہوجانے پر انھیں شہید کہا گیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات میں قایم حکومتوں کے خلاف خروج کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ منجملہ دیگر متعدد ارشادات کے زبان مبارک ہے من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ (یعنی جس شخص نے جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہوگیا اور اسی حالت میں (بغیر توبہ کئے) مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ بہرحال وضا مین باغی مقتولین کی ہلاکت کو شہادت کہکر اس قسم کی مہمل اور لغو روائتیں وضع کرتے رہے جن کا نمونہ سطور بالا میں پیش کیا گیا ہے۔

دوسری تیسری صدی ہجری میں سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے نسبی ونسلی تعلیوں کے مسلسل پروپیگنڈے نے جو فضا پیدا کر رکھی تھی بیسیوں حدیثیں اور روائتیں اس مقصد سے کوفہ اور بصرے وغیرہ کی ٹکسالوں میں وضع ہوتی رہیں کہ ملت اسلامیہ کی سربراہی وسیادت کا استحقاق فلاں گھرانے کے اشخاص کو حاصل ہے اور اسی گھرانے میں وہ ہستی بھی یعنی مہدی عالم وجود میں آئیگی جو ظلم [illegible] سے بھری ہوئی اس دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گی زمین اپنے خزانے اگلے گی اور امت مسلمہ نعمتوں سے مالا مال ہوجائیگی اور مہدی تمام اسلامی ممالک کو اپنے زیر اقتدار لے آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔

امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ و امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ نے مہدی کے بارے میں کوئی ایک حدیث بھی صحیحین میں درج نہیں کی یا تو ان ائمہ حدیث کو ایسی کوئی حدیث نہ مل سکی یا وضعی جانکر چھوڑ دیا سنن نسائی میں بھی آمد مہدی کی کوئی حدیث نہیں حالانکہ حافظ ابو عبدالرحمن احمد نسائی کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی تھی اور اس زمانہ میں طلب خلافت کے لئے مہدیت کا چرچا جو اصل وجہ ایسی حدیثوں کے گھڑنے کی ہے شباب پر تھا۔ ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ و ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ اور ابو عیسیٰ محمد ترمذی متوفی ۲۷۹ھ البتہ آمد مہدی کی حدیثیں اپنی کتابوں میں درج کی ہیں بایں تفصیل ابن ماجہ کی سات، ابو داؤد کی دس اور ترمذی کی چار۔ میزان کل ۲۱۔ کتب حدیث کے علاوہ دیگر کتب الصواعق وغیرہ میں بھی اس مبحث پر متعدد روائتیں اور حدیثیں ملتی ہیں۔ علامہ ابن خلدون نے شہرۂ آفاق "مقدمہ" میں ایک خاص باب آمد مہدی کا قائم کرکے کوئی تیس حدیثوں کی اسناد پر تفصیلی گفتگو کی ہے جو ان کی کتاب (عربی اڈیشن) کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

التاسع والثمانون : « العدل » .

كما في (المناقب القديمة) و(الهداية) .

التسعون : « عاقبة الدار » .

كما في الهداية .

الحادي والتسعون : « العزّة » .

ذكر هناك ايضاً .

الثاني والتسعون : « العين » .

هناك ايضاً ، يعني (عين الله) كما في زيارته عليه السلام ، **واطلاقها على جميع الائمة** عليهم السلام شائع .

الثالث والتسعون : « العصر » .

عدّه في (الذخيرة) **من اسمائه** عليه السلام **المذكورة في القرآن** .

الرابع والتسعون : « الغائب » .

من القابه عليه السلام الشائعة في الأخبار .

الخامس والتسعون : « الغلام » .

وقد ذكر مكرراً في لسان الرواة والاصحاب .

موضوعاً ... الى ان يقول :

فقرأت فيه : باسم الاول لا شيء قبله : لا تمنعوا الحكمة اهلها فتظلموهم ، ولا تعطوها غير مستحقها فتظلموها » .

وهو طويل ، وقد ذكرت فيه بعثة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم وصفاته الحميدة واعماله الجميلة ومقرّه ومدفنه ، وكذلك كل امام من الائمة الطاهرين عليهم السلام إلىٰ أن يقول في حق الامام الحسن العسكري عليه السلام :

« يدفن في المدينة المحدثة ، ثم المنتظر بعده اسمه اسم النبي صلى الله عليه وآله وسلّم يأمر بالعدل ويفعله وينهى عن المنكر ويجتنبه ، يكشف الله به الظلم ويجلو به الشك والعمى ، يرعى الذئب في ايامه مع الغنم ، ويرضى عنه ساكن السماء والطير في الجو والحيتان في البحار .

ياله مِنْ عَبْدٍ ما أكرمه علىٰ الله ، طوبى لِمَن اطاعه ، وويل لمن عصاه ، طوبى لمن قاتل بين يديه فقَتَلَ أو قُتِلَ ، أولئك عليهم صلوات من ربّهم ورحمة وأولئك هم المهتدون وأولئك هم الفائزون[1] .

الثامن والعشرون : « بقية الأنبياء » .

وهذا اللقب مع عدة القاب أخرىٰ مذكورة في خبر رواه الحافظ البرسي في (مشارق الأنوار) عن السيدة حكيمة علىٰ نحو ما نقله عنه العالم الجليل السيد حسين المفتي الكركي سبط المحقق الثاني في كتاب (دفع المنادات) قال :

« كان مولد القائم عليه السلام ليلة النصف من شعبان .... إلىٰ أن يقول : فجئت به إلىٰ ابن أخي الحسن بن عليّ عليهما السلام فمسح يده الشريفة علىٰ وجهه [الأنور وكان

---

(١) مقتضب الاثر في النص علىٰ الائمة الاثني عشر (تأليف احمد بن محمد بن عبيد الله بن عياش الجوهري المتوفىٰ سنة ٤٠١ هـ) : ص ١٢ ـ ١٤ ، ط ١٣٤٩ هـ قم .

النجم الثاقب
في أحوال الإمام الحجة الغائب (عج)
تأليف
خاتمة المحدثين آية الله الميرزا حسين الطبرسي النوري (قده)
الجزء الأول
ترجمة وتحقيق وتعليق
السيد ياسين الموسوي

من علامات المهدي

٢٢٩٣ - (مِنَّا الذي يُصَلِّي عيسى ابنُ مريمَ خلفَهُ).

عزاه السيوطي في «الجامع» لأبي نعيم في «كتاب المهدي» عن أبي سعيد، وقال المناوي:

«وفيه ضعف».

وأقول: لم يتيسر لي حتى الآن الوقوف على إسناده، ومع ذلك فالحديث عندي صحيح، لأنه جاء مفرقاً في أحاديث.

أما أنه من أهل البيت؛ ففيه ثلاثة أحاديث:

الأول: من حديث أم سلمة.

أخرجه أبو داود وغيره بسند صحيح، وهو مخرج في «الضعيفة» تحت الحديث (٨٠)، وفي «الروض النضير» (٢ / ٥٤).

الثاني: من حديث علي، وهو مخرج في «الروض» أيضاً (٢ / ٥٣).

الثالث: من حديث أبي سعيد، وهو مخرج في «الروض» أيضاً وفي «المشكاة» (٥٤٥٤).

وأما صلاته بعيسى عليه السلام، ففيه حديث جابر رضي الله عنه مرفوعاً.

«لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة، قال: فينزل عيسى ابن مريم ﷺ فيقول أميرهم: تعال: صل لنا، فيقول: لا، إن بعضكم على بعض أمراء، تكرمة الله هذه الأمة».

أخرجه مسلم وغيره، وقد سبق تخريجه برقم (١٩٦٠).

وله شاهد من حديث عثمان بن أبي العاص مرفوعاً بالشطر الثاني مطولاً.

المنافقين سيعيبونه بتزويجها فأنزل مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صلّى الله عليه وآله من حرج فيما فرض الله له سُنَّةَ اللَّهِ سنّ ذلك سنة فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ من الانبياء وهي نفي الحرج عنهم فيما اباح لهم وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَراً مَقْدُوراً قضاء مقضياً وحكماً قطعياً .

(٣٩) اَلَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالاَتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلاَ يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلاَّ اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيباً فينبغي ان لا يخشى الاّ منه .

(٤٠) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ في الحقيقة فيثبت بينه وبينه ما بين الولد وولده من حرمة المصاهرة وغيرها .

القمّي نزلت في زيد بن حارثة قالت قريش يعيّرنا محمد يدعى بعضنا بعضاً وقد ادعى هو زيداً .

أقولُ : لا ينتقض عمومه بكونه اباً للقاسم والطيّب والطّاهر وابراهيم لانّهم لم يبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا كانوا رجاله لا رجالهم وكذلك لا ينتقض بكونه اباً للأئمّة المعصومين عليهم السلام لأنهم رجاله ليسوا برجال الناس مع انّهم لا يقاسون بالنّاس

في المجمع قد صحّ انه صلّى الله عليه وآله قال للحسن انّ ابني هذا سيّد وقال ايضاً للحسن والحسين علهما السلام ابناي هذان امامان قاما او قعدا .

أقولُ : يعني قاما بالامامة او قعدا عنها وقال انّ كلّ بني بنت ينسبون الى ابيهم الاّ اولاد فاطمة فانّي انا ابوهم وقد مضى في سورتي النّساء والانعام ما يدلّ على انّهما ابنا رسول الله صلّى الله عليه وآله وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وكلّ رسول أبو امّته لا مطلقا بل من حيث انّه شفيق ناصح لهم واجب التوقير والطاعة عليهم وزيد منهم وليس بينه وبينه ولادة محرّمة للمصاهرة وغيرها وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وآخرهم الذي ختمهم او ختموا على اختلاف القراءتين .

في المناقب عن النبيّ صلّى الله عليه وآله قال انا خاتم الأنبياء وانت يا عليّ خاتم الأوصياء وقال امير المؤمنين عليه السلام ختم محمد صلّى الله عليه وآله الف نبيّ وانّي ختمت الف وصيّ وانّي كلّفت ما لم يكلّفوا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً فيعلم

تفسير الصافي
تأليف
المتوفى سنة ١٠٩١ هـ
منشورات
مكتبة الصدر - ايران - طهران
شارع ناصر خسرو

اقول - میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مَیں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمة و من عترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افترا اُن حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا۔ خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں مہدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من امتی کہ وہ ایک آدمی میری اُمت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں۔ یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنّت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا مھدی الّا عیسٰی یعنی کوئی مہدی نہیں صرف عیسٰی ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔

قولہ پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جن میں علماء نے بھی تاویل کی ہے اکثر ایسی پائی جاتی ہیں جو بطور رؤیا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

اقول - اس اعتراض کو مَیں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قولہ اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچاننا ضروری ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرة المعاد میں امام مہدی موعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ ابدال از شام و عصائب از عراق آمدہ با وے بیعت کنند۔

اقول - یہ تمام اقوال اسی بناء پر ہیں کہ مہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا اور ابدال اور قطب اس کی بیعت کریں گے مگر میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

نزول عيسى واجتماعه بالمهدي

٢٢٣٦ - (يَنْزِلُ عيسى ابنُ مَرْيَمَ، فيقولُ أميرُهُمُ المهديُّ: تَعالَ صلِّ بنا، فيقولُ: لا، إنَّ بعضَهُمْ أميرُ بعضٍ، تَكْرُمَةُ الله لهذه الأُمَّةِ).

أخرجه الحارث بن أبي أسامة في «مسنده»: حدثنا إسماعيل بن عبد الكريم: حدثنا إبراهيم بن عقيل عن أبيه عن وهب بن منبه عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: فذكره.

كذا في «المنار المنيف في الصحيح والضعيف» لابن القيم (ص١٤٧ - ١٤٨)، وقال:

«وهذا إسناد جيد».

وأقره الشيخ العباد في رسالته في «المهدي» المنشورة في العدد الأول من السنة الثانية عشرة من مجلة «الجامعة الإسلامية» (ص٣٠٤).

قلت: وهو كما قال ابن القيم رحمه الله تعالى، فإن رجاله كلهم ثقات من رجال أبي داود، وقد أُعِلَّ بالانقطاع بين وهب وجابر، فقال ابن معين في إسماعيل هذا:

«ثقة، رجل صدق، والصحيفة التي يرويها عن وهب عن جابر ليست بشيء، إنما هو كتاب وقع إليهم، ولم يسمع وهب من جابر شيئاً».

وقد تعقبه الحافظ المزي، فقال في «تهذيب الكمال»:

«روى أبو بكر بن خزيمة في «صحيحه» عن محمد بن يحيى عن إسماعيل بن عبدالكريم عن إبراهيم بن عقيل عن وهب بن منبه قال:

هذا ما سألت عنه جابر بن عبد الله، وأخبرني أن النبي ﷺ كان يقول: أوكوا الأسقية، وأغلقوا الأبواب . . . الحديث. وهذا إسناد صحيح إلى وهب بن منبه. وفيه رد

نور الأنوار][1] وقال تكلم يا حجة الله وبقية الأنبياء [ونور الأصفياء وغوث الفقراء][2] وخاتم الأوصياء [ونور الأتقياء][3] وصاحب الكرة البيضاء ... فقال : (اشهد أن لا اله الاّ الله) إلى آخر ما تقدم في باب ولادته عليه السلام » .

ولكن في نسختي هكذا :

« تكلم يا حجة الله ، وبقية الأنبياء ، وخاتم الأوصياء ، وصاحب الكرة البيضاء ، والمصباح من البحر العميق الشديد الضياء .

تكلم يا خليفة الأتقياء والأوصياء »[4] .

التاسع والعشرون : « التالي » .

وقد عدّه يوسف بن قزعلي سبط ابن الجوزي في (المناقب) من القابه عليه السلام[5] .

الثلاثون : « التأييد » .

عدّه في الهداية من القابه ، وهو بمعنى معطي القوة .

وروي في كمال الدين عن أمير المؤمنين عليه السلام أنه قال بعد ذكر شمائله واسمائه :

« وضع يده على رؤوس العباد فلا يبق مؤمن الاّ صار قلبه اشدّ من زبر

---

(١) هذه الزيادة كما تقدم لا توجد في المطبوعة .

(٢) هذه الزيادة كما تقدم لا توجد في المطبوعة .

(٣) هذه الزيادة كما تقدم لا توجد في المطبوعة .

(٤) ان هذه النسخة مطابقة للمطبوعة ، ولكن في المطبوعة زيادة (ونور) الاوصياء فقط .

(٥) تذكرة الخواص (سبط ابن الجوزي) : ص ٣٦٣ ، قال : « وكنيته ابو عبد الله وابو القاسم وهو الخلف الحجة صاحب الزمان القائم والمنتظر والتالي وهو آخر الائمة » .

«المهدي ... أشبه الناس بي خَلْقاً وخُلُقاً .. »[١] .

وفي رواية قال : وشمائله شمائلي[٢] ، وروى الخزاز في كفاية الأثر عنه صلى الله عليه وآله وسلّم قال : « بأبي وأمّي سميي وشبيهي وشبيه موسى بن عمران »[٣] .

وفي غيبة (الفضل بن شاذان) مروي بسند معتبر[٤] عنه صلى الله عليه وآله وسلّم أنّه قال : « ... وجعل من صلب الحسين ائمة يقومون بأمري ويحفظون وصيّتي ، التاسع منهم قائم أهل بيتي، ومهدي امّتي، أشبه الناس بي في شمائله، وأقواله، وأفعاله ..»[٥] .

وفي غيبة النعماني مروي عن كعب الأحبار انّه قال : « ... انّ القائم المهدي من نسل عليّ أشبه الناس بعيسى بن مريم خَلْقاً وخُلُقاً وسَمْتاً وهيبة ... الخ »[٦] .

وروى العامة انّه عليه السلام أشبه الناس خلقاً بعيسى[٧] .

وفي العلوي[٨] في شمائله عليه السلام : « أبيض مشرب حمرة »[٩] .

وفي الصادقي[١٠] : « اسمر يعتوره مع سمرته صفرة من سهر الليل »[١١] .

---

(١) كمال الدين (الصدوق) : ج ١ ، ص ٢٨٦ ، ح ١ .

(٢) كمال الدين (الصدوق) : ج ٢ ، ص ٤١١ ، ح ٦ .

(٣) عنه في بحار الأنوار : ج ٥١ ، ص ١٠٩ .

(٤) السند هو (الفضل بن شاذان عن الحسن بن سالم عن ابيه عن ابي حمزة الثمالي عن سعيد بن جبير عن عبد الله بن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم) .

(٥) نقلناها من (اربعين الخاتون آبادي) : ص ١٠٨ .

(٦) الغيبة (النعماني) : ص ١٤٦ .

(٧) منها الرواية المتقدّمة عن كعب الأحبار . وقد عقد السيد محمد تقي الاصفهاني رحمه الله في كتابه (مكيال المكارم) : ج ١ ، ص ٢٢١ باباً لشباهته بعيسى عليه السلام ـ الى ص ٢٢٦ .

(٨) أي المروي عن عليّ عليه السلام ، وهكذا بالنسبة الى الصادقي وهو الحديث المروي عن الامام الصادق عليه السلام ، وهكذا بالنسبة الى الباقري فهو الحديث المروي عن الامام الباقر عليه السلام وهكذا بالنسبة الى الرضوي فهو الحديث المروي عن الامام الرضا عليه السلام .

(٩) بحار الأنوار : ج ٥١ ، ص ٣٥ ـ وفي كمال الدين : ج ٢ ، ص ٤٥٣ وفيه (ابيض اللون) .

(١٠) وهو الحديث المروي عن الامام الصادق عليه السلام .

(١١) فلاح السائل (السيد ابن طاووس) : ص ٢٠٠ وفيه : (اسمر اللون يعتوره ... الخ) ـ وعنه البحار : ج ٨٦، ص ٨١.

المائة والثالث والثلاثون : « مسيح الزمان » .

ذكر فيها أنه اسمه عليه السلام في كتاب (فرنكيان) .

المائة والرابع والثلاثون : « ميزان الحق » .

قال في الذخيرة أنه اسمه عليه السلام في كتاب (آزي) النبي .

المائة والخامس والثلاثون : « المنصور » .

ذكر في الذخيرة والتذكرة أنه اسمه عليه السلام في كتاب (ديد براهمه) وباعتقادهم أنه من الكتب السماوية .

ومروي في تفسير الشيخ فرات بن ابراهيم الكوفي عن الامام الباقر عليه السلام انه قال في تفسير الآية الشريفة : « ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليّه سلطاناً »[١] : قال الحسين[٢] (فلا يسرف في القتل أنه كان منصوراً) . قال : « سمّى الله المهدي منصوراً (المنصور خ.ل) كما سمي أحمد ومحمد محموداً . وكما سمّى عيسى المسيح »[٣] .

ولعل النكتة من التعبير عنه عليه السلام بـ (امام منصور) في زيارة عاشوراء لمناسبة ما ذكر في الآية ووجهها واضح . والله العالم .

المائة والسادس والثلاثون : « محمد » صلى الله عليه وعلى آبائه واهل بيته .

اسمه الأصلي واسمه الأولي الالهي عليه السلام ؛ كما في الأخبار المتواترة الخاصة

---

(١) من الآية ٣٣ من سورة بني اسرائيل .

(٢) في الترجمة زيادة (يعني الذي قتل ظلماً) .

(٣) تفسير فرات بن ابراهيم : ص ٢٤٠ ، الطبعة المحققة .

دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ صرف امامین موصوفین کا ہی مذہب نہیں۔ بلکہ
ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے لا مھدی الا عیسٰی یعنی بجز عیسیٰ کے اس
وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔ اور یوں تو ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے
ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر
ہو لیکن جس طرز سے عوام کے خیال میں ہے اس کا ثبوت پایا نہیں جاتا چنانچہ یہ صرف
ہماری ہی رائے نہیں اکثر محقق یہی رائے ظاہر کرتے آئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اچھا مہدی کا قصہ جانے دو لیکن یہ جو بار بار حدیثوں میں بیان کیا گیا
ہے کہ عیسیٰ آئے گا۔ مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ ان صریح لفظوں کی کیوں تاویل کی جائے۔ اگر
اللہ جلّشانہٗ کے علم اور ارادہ میں ابن مریم سے مراد ابن مریم نہیں تھا تو اس نے لوگوں کو دانستہ
ان مشکلات میں کیوں ڈالا اور سیدھا کیوں یہ کہہ دیا کہ کوئی مثیل مسیح آئے گا۔ بلکہ کون سی
ضرورت اس بات کی طرف داعی تھی جو ضرور مثیل مسیح آتا کوئی اور نہ آتا۔ اب کھلے کھلے لفظوں
سے کیونکر انکار کریں یہ انکار تو دراصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اور درپردہ
اس انکار کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی غلط ہے۔

لیکن واضح ہو کہ یہ تمام اوہام باطلہ ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں بغرض آزمائش
خلق اللہ ایسے ایسے استعارات کا مستعمل ہونا کوئی انوکھی اور بے اصل بات نہیں اور
پہلی کتابوں میں ایسے استعارات کی نظیر موجود ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم
لا تعلمون[1] ایلیا کے قصہ کو دیکھو جس کو یوحنا کہا گیا ہے۔ جبکہ قرآن کریم نے قطعی اور
یقینی طور پر ظاہر کر دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں تو اب اس سے بڑھ کر ضرورت
تاویل کے لئے اور کیا قرینہ ہوگا۔ مثلاً فرض کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ مستند خط کے ذریعہ سے
معلوم ہوا کہ ایک شخص کلکتہ میں رہنے والا عبدالرحمٰن نام جس کی شہادت کسی مقدمہ
کے لئے مؤثر تھی فوت ہو گیا ہے۔ پھر بعد اس کے ہم نے ایک ایسا کاغذ تمسک دیکھا جس پر

[1] النحل: ۴۴